آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ کا ایک پہلو

حسنِ معاشرت۔ عائلی زندگی

(مرتبہ: مکرم مجید احمد بشیر صاحب)

قرآن شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے لئے ایک بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا

ترجمہ: یقیناً تمہارے لئے اللہ کے رسول میں نیک نمونہ ہے ہر اس شخص کے لئے جو اللہ اور یوم آخرت کی امید رکھتا ہے اور کثرت سے اللہ کو یاد کرتا ہے۔ آپ کی سیرت طیبہ قرآن کریم کی مکمل تفسیر تھی۔ حضرت عائشہؓ سے جب کسی نے آپ کی سیرت کے بارہ میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن یعنی آپ کی سیرت قرآن میں آجاتی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعثت کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ

کہ میں بہترین اخلاق کی تکمیل کے لئے مبعوث ہوا ہوں۔ بلاشبہ آپؐ نے مکارم اخلاق کے بہترین نمونے قائم فرمائے اور ہر خلق کو اس کی معراج تک پہنچا دیا۔ چنانچہ اب عرش عظیم نے اس پر یہ شاندار گواہی دی کہ

وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ (سورہ القلم 5)

کہ اے نبی یقیناً آپ عظیم الشان اخلاق فاضلہ پر قائم ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ عالیہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مہدی و مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

''...... کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے کہ حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم تمام ان اخلاق فاضلہ کا جامع ہے جو نبیوں میں متفرق طور پر پائے جاتے تھے اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے۔ **وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ** (القلم: 5) تو خلق عظیم پر ہے۔ اور عظیم کے لفظ کے ساتھ جس چیز کی تعریف کی جائے وہ عرب کے محاورہ میں اس چیز کے انتہائی کمال کی طرف اشارہ ہوتا ہے...... ایسا ہی اس آیت کا مفہوم ہے کہ جہاں تک اخلاق فاضلہ و شمائل حسنہ نفس انسانی کو حاصل ہو سکتے ہیں وہ تمام اخلاق کاملہ تامہ نفس محمدی میں موجود ہیں۔ سو یہ تعریف ایسی اعلیٰ درجہ کی ہے جس سے بڑھ کر ممکن نہیں۔''

(براہین احمدیہ چہار حصص روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 606 بقیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر 3)

Z:\Work\Monthly Ansarullah\2009\01 January\Akhbar majalis.inp

پھر ایک اور جگہ پر آپ فرماتے ہیں:

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک عظیم الشان کامیاب زندگی ہے۔ آپ کیا بلحاظ اپنے اخلاق فاضلہ کے اور کیا بلحاظ اپنی قوت قدسی اور عقد ہمت کے اور کیا بلحاظ اپنی تعلیم کی خوبی اور تکمیل کے اور کیا بلحاظ اپنے کامل نمونہ اور دعاؤں کی قبولیت کے غرض ہر طرح اور ہر پہلو میں چمکتے ہوئے شواہد اور آیات اپنے ساتھ رکھتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ایک غبی سے غبی انسان بھی بشرطیکہ اس کے دل میں بے جا ضد اور عداوت نہ ہو صاف طور پر مان لیتا ہے کہ آپ ”تخلقوا باخلاق اللہ“ کا کامل نمونہ اور کامل انسان ہیں۔“ (الحکم 10 اپریل 1902 صفحہ 5)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

”اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ.......... اگر خلق عظیم پر کوئی شخص ہے تو وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جیسا کہ فرمایا وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ (القلم:5) یعنی تو اپنی تعلیم اور اپنے عمل میں اعلیٰ درجہ کے اخلاق پر قائم ہے۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ کے بارے میں فرماتے ہیں تو اے نبی ایک خلق عظیم پر مخلوق و مفطور ہے یعنی اپنی ذات میں تمام مکارم اخلاق کا ایسا متمم اور مکمل ہے کہ اس پر زیادت متصور نہیں۔ کہ یہ جو اعلیٰ اخلاق ہیں اتنے مکمل آپ میں پائے جاتے ہیں کہ اس سے زیادہ کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔“

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 فروری 2005ء بمقام بیت الفتوح لندن از خطبات مسرور جلد سوم صفحہ 108)

انسانی زندگی کے ہر ایک شعبہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہایت اعلیٰ نمونہ دکھا کر اور بے نظیر مثال قائم کر کے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ آپ کی زندگی کا ہر پہلو انسانوں کے لئے اسوہ حسنہ ہے جو سراسر خیر و برکت کا موجب ہے۔

چونکہ تمدن عالم کی اساس اور بنیاد تمام تر ازدواجی زندگی پر منحصر ہے۔ اس لئے بنی نوع انسان کے لئے اسوہ کاملہ وہی شخصیت ہو سکتی ہے جو اپنی عائلی زندگی کا بہتر سے بہتر نمونہ پیش کرے۔ بانی اسلام ﷺ نے، جو نوع بشر کے لئے زندگی کے ہر شعبہ میں کامل نمونہ تھے، ازدواجی زندگی کا جو اسوۂ حسنہ پیش کیا ہے۔ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ آپ نے نہ صرف اس پہلو سے کمال اعتدال اور انصاف پر مبنی تعلیم پیش فرمائی بلکہ عملی رنگ میں اس کا بہترین نمونہ پیش کر کے دکھایا اور فرمایا۔

”تم میں سے سب سے بہترین وہ ہے جو اپنے اہل خانہ (بیویوں) کے ساتھ حسن سلوک میں بہتر ہے۔ اور میں تم سب سے بڑھ کر اپنے اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہوں۔ (ترمذی کتاب المناقب)

آپؐ کے ان الفاظ کو اگر اس بارہ میں آپ کی تعلیم اور آپؐ کے تعامل کا خلاصہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ آپؐ کی خانگی زندگی یقیناً ان الفاظ کی بہترین تفسیر ہے۔

احکام الٰہی بابت عائلی زندگی

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت تمام دنیا میں عورت کو نہایت حقیر اور ذلیل سمجھا جاتا تھا اور مردوں کے لئے صرف نفسانی خواہشات کو پورا کرنے کا آلہ قرار دیا جاتا تھا۔ جس پر جائز و ناجائز تصرف کرنے کا مرد اپنے آپ کو ہر طرح حقدار سمجھتے۔ ان حالات میں آپ کا وجود رحمۃ للعالمین بن کر آیا اور اس نے فرقۂ نسواں کی حالت زار کی طرف خاص طور پر توجہ فرمائی۔ اور فرقۂ نسواں سے متعلق سب سے پہلا کام یہ کیا کہ عورت کی حقیقی قدر و منزلت قائم کرنے پر بہت زور دیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ

خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ سورہ الروم 22

ترجمہ: کہ خدا تعالیٰ نے تمہارے لئے تم میں سے ہی عورتوں کو پیدا کیا ہے تاکہ تم ان سے تسکین پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان الفت اور محبت پیدا کی ہے۔

اس آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ عورتوں کا تم میں سے ہی پیدا کرنا، اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ بھی تمہاری طرح ہی معزز ہیں۔ تمہارا ان کو حقیر سمجھنا اپنے آپ کو حقیر قرار دینا ہے۔ جب تم ان سے تسکین حاصل کرتے ہو۔ محبت اور رغبت پاتے ہو تو کیونکر انہیں حقیر قرار دیتے ہو۔ پھر فرمایا:

هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ؕ (سورۃ البقرۃ:188)

ترجمہ: کہ عورتیں تمہارے لئے لباس ہیں اور تم ان کے لئے لباس ہو۔ اس آیت میں بتایا گیا ہے کہ جس طرح لباس زیب و زینت کا باعث ہوتا ہے۔ اور آرام و آسائش کا موجب بنتا ہے۔ اسی طرح مرد اور عورت بھی رشتۂ ازدواج میں منسلک ہو کر نہ صرف ایک دوسرے کے لئے ناپاک اور گندے افعال سے محفوظ رہنے اور تسلی اور تسکین پانے کا ذریعہ ہیں بلکہ ایک دوسرے کا لباس ہو کر ایک دوسرے کی حفاظت بھی کر رہے ہوتے ہیں۔

پھر فرماتا ہے

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّيَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (سورۃ النساء:20)

ترجمہ: کہ اپنی بیویوں سے حسن سلوک کرو خواہ تمہیں ان کی کوئی بات ناپسند ہی ہو۔ ہوسکتا ہے کہ تم اپنی کوتاہ بینی سے کوئی بات ناپسند کرو مگر اللہ تعالیٰ نے اسے تمہارے لئے موجب خیر و برکت بنایا ہو۔

اس آیت میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اگر عورت حسب پسند نہ بھی ہو تو بھی خاوند کا فرض ہے کہ اس سے حسن سلوک کرے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جو بات ناپسند ہوگی۔ اسی کو خدا تعالیٰ برکت کا موجب بنا دے گا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں

"جب شادی ہوگئی تو اب شرافت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک دوسرے کو برداشت کریں، نیک سلوک کریں، ایک دوسرے کو سمجھیں، اللہ کا تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر اللہ کی بات مانتے ہوئے ایک دوسرے سے حسن سلوک کرو گے تو بظاہر ناپسندیدگی، پسند میں بدل سکتی ہے اور تم اس رشتہ سے زیادہ بھلائی اور خیر پا سکتے ہو کیونکہ تمہیں غیب کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ غیب کا علم رکھتا ہے۔ اور سب قدرتوں کا مالک ہے۔ وہ تمہارے لئے اس میں بھلائی اور خیر پیدا کر دے گا۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 10 نومبر 2006ء بمقام بیت الفضل لندن۔ خطبات مسرور جلد چہارم صفحہ 569)

اسلام کی پاکیزہ تعلیم میں عورتوں کے حقوق کے ساتھ ان کے فرائض کا بھی ذکر بیان کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لهن مثل الذی علیهن بالمعروف وللرجال علیهن درجة (سورۃ البقرہ 229)

ترجمہ: اور ان (عورتوں) کا دستور کے مطابق (مردوں) پر اتنا ہی حق ہے جتنا (مردوں) کا ان پر ہے۔ حالانکہ مردوں کو ان پر ایک قسم کی فوقیت بھی ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے کہ جس طرح عورتوں کے کچھ حقوق مقرر ہیں اسی طرح ان کی کچھ ذمہ داریاں اور فرائض بھی ہیں لیکن مجموعی طور پر گھر کا نظام قائم رکھنے کے لئے مردوں کو ان پر ایک فوقیت دی گئی ہے۔

ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (سورۃ النساء: 35)

ترجمہ: یعنی مرد عورتوں پر نگران ہیں۔ اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے۔ اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔

یہ ہے اسلام کی اعلیٰ تعلیم۔ اسلام نے عورت کو ملکہ بنا کر گھر میں ایک تخت پر بٹھا دیا ہے۔ اور کیا ہے کہ وہ اپنے گھر کی

ذمہ داریاں ادا کرنے والی، اپنے بچوں کو سنبھالنے والی، اپنے خاوند کے گھر اور خاندان کی ایک مکمل اور با اختیار نگران ہے۔ لیکن نظام کسی منتظم کے بغیر چل نہیں سکتا اس لئے مرد کا یہ فرض اور ذمہ داری ٹھہرائی کہ وہ گھر کے اخراجات اور باہر کی ذمہ داریاں بھی ادا کرتا رہے اور کمزور صنف کی تربیت کے لئے اسے نگران بھی مقرر فرمایا۔

یہ ہے وہ پاکیزہ تعلیم جو کہ قرآن شریف نے پیش کی ہے۔ اور جب کہ اوپر بیان کیا جا چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق اس تعلیم کے عین مطابق تھے اور آپ کی بعثت کا بڑا مقصد ہی ان اعلیٰ اخلاق کا قیام تھا اور یہی وہ تعلیم ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ازدواجی زندگی کی قدر و منزلت اور اہمیت قائم کرنے کے متعلق دی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عائلی زندگی کی چند ایمان افروز جھلکیاں

ازدواجی زندگی کے متعلق خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ ہدایات پیش کرنے کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کا خلاصہ اپنے اس قول میں فرما دیا کہ

خیر کم خیر کم لاھلہ وانا خیر کم لاھلی

ان الفاظ میں جہاں رسول کریمؐ نے سب سے بہتر انسان اسے قرار دیا ہے جو اپنے اہل سے سب سے بڑھ کر حسنِ معاشرت کرے۔ وہاں اپنے آپ کو اس بارہ میں بہترین مثال اور نمونہ کے طور پر پیش فرمایا ہے اور جب آپؐ کے اسوہ کو دیکھا جائے تو صمیم قلب سے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ فی الواقعہ آپؐ سب سے بڑھ کر اپنی بیویوں سے حسن سلوک کرنے والے تھے۔ آپؐ کا نمونہ گھریلو زندگی میں ہر لحاظ سے بے مثال اور بہترین تھا۔

گھریلو زندگی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ گھر میں داخل ہوتے ہی بلند آواز سے السلام علیکم کہتے اور رات کے وقت تشریف لاتے تو سلام ایسی آہستگی سے فرماتے کہ اگر بیوی جاگتی ہو تو سن لے اور اگر سو گئی ہے تو جاگ نہ پڑے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق آپؐ کے اہل بیت کا بیان ہے کہ آپؐ گھر میں بلند آواز سے کلام نہیں کرتے تھے۔ نہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر بُرا مناتے تھے۔ بلکہ ایک لازوال بشاشت اور ایک دائمی مسکراہٹ ہمیشہ آپ کے چہرہ مبارک پر ہوتی تھی۔ (طبقات ابن سعد، جلد اوّل صفحہ 365 بحوالہ الفضل 16 جولائی 2004ء صفحہ 3)

حضرت عائشہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کوئی درشت کلمہ اپنی زبان پر نہ لاتے۔

حضرت عائشہؓ کا یہ بھی بیان ہے کہ اپنی ساری زندگی میں آنحضرتؐ نے کبھی اپنی بیوی پر ہاتھ اٹھایا نہ کبھی کسی خادم کو مارا۔

(شمائل الترمذی باب فی خلق رسول اللہ بحوالہ روزنامہ الفضل 16 جولائی 2007ء صفحہ 3)

آپؐ نے کھانے میں کبھی کوئی عیب نہیں نکالا۔ اگر پسند ہوتا تو کھا لیتے ورنہ خاموشی سے اٹھ جاتے کوئی تکلیف دہ لفظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ (صحیح بخاری کتاب المناقب باب صفة النبیؐ)

گھر کے کاموں میں شرکت

گھر میں موجودگی کے دوران آپؐ ازواج کے شانہ بشانہ گھر کے معمولی کاموں میں حصہ لیتے تھے۔ عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ دنیا کا سب سے معمور الاوقات وجود جس سے بڑھ کر مصروفیت کا تصور بھی ممکن نہیں۔ جس کے نازک کندھوں پر دنیا کی ہدایت اور ایک عالم تک پیغام حق پہنچانے کی ذمہ داری تھی بندوں کے حق ادا کرنے کے علاوہ آپ کو اپنے مولیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جتنا وقت آپؐ گھر پر ہوتے تھے گھر والوں کی مدد اور خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ یہاں تک کہ آپؐ کو نماز کا بلاوا آتا اور آپؐ مسجد تشریف لے جاتے۔

(بخاری کتاب الادب باب کیف یکون الرجل فی اهله)

حضور اکرم ﷺ گھر کے جو کام کرتے تھے ان کا نقشہ حضرت عائشہؓ نے اس طرح کھینچا ہے کہ

آپ تمام انسانوں کی طرح ایک انسان تھے کپڑے کو خود پیوند لگا لیتے تھے بکری کا دودھ دوہتے۔ اور ذاتی کام خود کر لیا کرتے تھے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد 6 صفحہ 242، 397)

اسی طرح بیان کیا کہ اپنے کپڑے خود سی لیتے تھے۔ جوتے ٹانک لیتے تھے اور گھر کا ڈول وغیرہ خود مرمت کر لیتے تھے۔

(مسند احمد حدیث نمبر 33756 بحوالہ روزنامہ الفضل 16 جولائی 2004ء صفحہ 4)

ایک اور روایت ہے کہ آپؐ اپنے کپڑے صاف کر لیتے، ان کو پیوند لگاتے۔ بکری کا دودھ دوہتے۔ اونٹ باندھتے، ان کے آگے چارہ ڈالتے، آٹا گوندھتے اور بازار سے سودا سلف لے آتے۔

(بحوالہ روزنامہ الفضل 16 جولائی 2004ء صفحہ 4)

رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دیئے یا جگائے بغیر کھانا یا دودھ خود تناول فرما لیتے۔

(مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف)

گھر میں کام کاج کے ساتھ اپنی ازواج کی چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں شامل ہوتے اور اسے بھی کبھی بھی وقت کا ضیاع نہ سمجھتے۔

حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ

جب میں بیاہ کر آئی تو میں حضورؐ کے گھر میں بھی گڑیوں سے کھیلا کرتی تھی۔ اور میری سہیلیاں بھی تھیں۔ جو میرے ساتھ مل کر گڑیوں سے کھیلا کرتی تھیں۔ جب حضورؐ گھر تشریف لاتے اور ہم کھیل رہی ہوتیں تو میری سہیلیاں حضورؐ کو دیکھ کر ادھر اُدھر کھسک جاتیں لیکن حضورؐ ان سب کو اکٹھا کر کے میرے پاس لے آتے اور پھر وہ میرے ساتھ مل کر کھیلتی رہتیں۔ (صحیح بخاری کتاب الادب باب الانبساط الی الناس حدیث نمبر 5665 بحوالہ روزنامہ الفضل 16 جولائی صفحہ 2007 صفحہ 4)

ازواج سے حسن سلوک

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قولاً عورت کے حقوق کی حفاظت کی بلکہ عملاً بھی اس کی عزت اور محبت کی ایک زبردست مثال قائم کی۔ آپ عدل و انصاف اور حسن معاشرت کا ایک کامل نمونہ تھے۔ آپ حتی الوسع اپنی بیویوں کے احساسات اور جذبات کا بہت خیال رکھتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہؓ جو آپؐ کی بیویوں میں سے سب سے زیادہ نوعمر تھیں ایک کھیل خود اپنے اوٹ میں کھڑا کر کے دکھایا اور آپؐ وہاں سے اس وقت تک خود نہ ہلے جب تک کہ وہ خود سیر ہو کر ہٹ نہ گئیں۔ (بخاری کتاب العیدین باب اعراب والادق)

بیویوں میں سے کوئی بیمار پڑ جاتی تو آپ بذات خود تیمارداری فرماتے۔ سفر میں جو بھی بیوی ہمراہ ہوتی اس کے آرام اور دلداری کا خاص خیال رکھتے۔ الغرض ہمارے آقا و مولیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال عدل اور احسان اور مروت کے ساتھ ساری زندگی میں سب کے حقوق ادا کئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنی ازواج سے حسن سلوک کا اثر ہی تو تھا کہ ان سے دنیوی اموال کا پوچھنے پر ان کے منہ سے یہ نکلا کہ ہمیں تو بس خدا کے رسول کا تعلق چاہئے۔ جبکہ دو دو ماہ تک ان کے گھروں میں فاقہ رہتا تھا۔

آنحضرتؐ کی اپنی ازواج کو نصیحت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ہر واقعہ محاسن کے لحاظ سے اپنی نظیر آپ ہے۔ آپؐ کے ازواجی تعلقات کا ہر پہلو فقید المثال ہے۔ تمام تر دلداریوں اور شفقتوں کے ساتھ اہل خانہ کی تربیت کی ذمہ داری ادا کرنے کا حق آپؐ نے خوب ادا

فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں قیام عبادت کی طرف ہمیشہ توجہ رہی آپؐ نے ان میں نماز باجماعت اور عبادت الٰہی کا شوق پیدا کیا۔ اللہ کی یاد اور اس کی صفات کا اکثر گھر میں تذکرہ رہتا تھا۔ بیویوں کے دل میں توحید باری کی عظمت کے قیام کا ہمیشہ آپؐ کو خیال رہتا تھا۔ غرض ہر طرح ان کی تربیت کا خیال رکھتے تھے۔ آنحضرتؐ کی وفات کے قریب جب کثرت کے ساتھ اموال آئے تو دوسرے صحابہؓ کیطرح آپ کی ازواج نے بھی اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق حصہ مانگا، جس پر آنحضرتؐ نے اپنی ازواج سے نصیحت فرمائی جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ الاحزاب: 29 تا 30)

ترجمہ: اے نبی! اپنی بیویوں سے کہہ دے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی زینت چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مالی فائدہ پہنچاؤں اور عمدگی کے ساتھ تمہیں رخصت کروں۔ اور اگر تم اللہ کو چاہتی ہو اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر کو تو یقیناً اللہ نے تم میں سے حسن عمل کرنے والیوں کے لئے بہت بڑا اجر تیار کیا ہے۔

پس یہ آیت ایک طرف تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلق عظیم، اپنی ازدواج مطہرات کے ساتھ حسن سلوک کا بہترین اثر ثابت کرتی ہے اور دوسری طرف اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کا ازدواجی تعلقات قائم کرنا دنیا طلب لوگوں کی طرح ہرگز نہ تھا کیونکہ دنیا پرست اور بندہ نفس کب یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنی بیویوں سے محض اس لئے قطع تعلق کرلے یا انہیں قطع تعلق کرنے کی آزادی دے کہ وہ دنیا اور اسکی زینت آرزومند ہیں اور خدا اور خدا کے رسول اور دار آخرت کے خواہاں نہیں ہیں۔

پس اس آیت کی بنا پر ازواج مطہرات کو آزادی کے لئے اختیار دیا جانا نہایت ہی صفائی کے ساتھ اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ آنحضرتؐ کے ازدواجی تعلقات دنیاداروں کے تعلقات سے بالکل الگ تھے اور ان پر نظر ڈالنے سے ہر عقل مند اور صاحب فطرت شخص یقیناً اس نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے کہ آپ خدا تعالیٰ کے سچے مرسل تھے۔ پھر آنحضرتؐ گھر میں عموماً یہ نصیحت فرماتے تھے کہ تمہاری حیثیت عام مومنات کی سی نہیں ہے بلکہ میرے تعلق کی وجہ سے تمہیں ایک بہت بڑی خصوصیت حاصل ہوگئی ہے۔ اور تمہیں اس کے مطابق اپنے آپ کو بنانا چاہئے۔ بلکہ آپؐ نے فرمایا کہ تم مومنوں کی روحانی مائیں ہو جیسا کہ میں روحانی باپ ہوں۔ پس تمہیں ہر رنگ میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بننا چاہیے۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اگر تم کوئی غلط طریق اختیار کروگی تو خدا کی طرف سے تمہیں دوہری سزا ہوگی۔ کیونکہ تمہارے خراب نمونے سے دوسروں پر بھی برا اثر پڑے گا۔

چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا (سورۃ الاحزاب:33)

ترجمہ: اے نبی کی بیویو اتم ہرگز عام عورتوں جیسی نہیں ہو بشرطیکہ تم تقویٰ اختیار کرو پس بات لمبا کر کے نہ کیا کرو ورنہ وہ شخص جس کے دل میں مرض ہے طمع کرنے لگے گا اور اچھی بات کیا کرو۔

الغرض حسب ارشاد خداوندی جب بیویوں نے آیت تخییر کے بعد آپؐ کے پاس ہی رہنا پسند فرمایا تو آپ نے ازواج مطہرات کو یہی درس دیا کہ آپ دنیا کی عام عورتوں کی طرح نہیں ہیں اس لئے تقویٰ اختیار کریں۔ اور لوچ دار آواز سے بات نہ کریں۔ جاہلیت کے طریق کے مطابق زینت و آرائش کے اظہار سے باز رہیں۔ نماز قائم کریں اور زکوۃ دیں اور خدا اور اس کے رسول کی اطاعت میں کمربستہ رہیں۔ یہ سب احکام وہ تھے جن پر عمل درآمد کے نتیجہ میں اہل بیت اور ازواج مطہرات نے مدینہ میں ایک پاکیزہ معاشرہ قائم کر دیا۔

ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و احسان کے ان جلوؤں نے بلاشبہ آپ کی اہلی زندگی کو جنت نظیر بنا دیا تھا۔ نہایت ہی مختصر پیرایہ میں ان پیش کردہ امور سے روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ازدواجی زندگی کے متعلق اسوۂ حسنہ نہ صرف بے مثال ہے بلکہ حقیقی راحت و مسرت حاصل کرنے کا موجب ہے۔ اور اگر آج دنیا اسے رہنما بنالے تو ان تمام مصیبتوں سے نجات پا سکتی ہے جنہوں نے ازدواجی زندگی کو رنج و الم سے پر کر رکھا ہے۔ اور جن کی وجہ سے آرام اور چین مفقود ہوتا جا رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے محبوب آقا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی سچی اور حقیقی محبت عطا فرمائے کہ ہم اپنے ہر قول و عمل میں اور بیویوں سے سلوک کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور آپ کی اعلیٰ تعلیم پر عمل پیرا ہوتے رہیں۔ تا کہ ہمارا خالق و مالک ہم سے راضی ہو جائے۔ آمین

جہاں میں کتنے رسول آئے مگر نہ آیا عظیم تم سا — فہیم تم سا، علیم تم سا، نعیم تم سا، حکیم تم سا
ہزار ڈھونڈا تمام دیکھا کسی نے لیکن کہیں نہ پایا — حسین تم سا، امین تم سا، مبین تم سا، وسیم تم سا